ڈاکٹر نذر خلیق
شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج اصغر مال، راول پنڈی

اقبال کے ایک ممدوح: مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ

Bhawalpur State was a great Islamic state. A large number of people of this state were educated and well aware about politics and other social affairs. Makhdoom-ul-Mulk Sayyed Ghulam Meeran Shah was a religious personality. He has special relation with Allama Iqbal who had written several letters to Makhdom-ul-Mulk Sayyed Ghulam Meeran Shah. Some personal matters had been discussed in these letters. Sir Abdul Qader has also thrown light on these relations between Iqbal and Makhdoom-ul-Mulk in one of his articles.

ریاست بہاول پور کا قیام 1727ء[1] میں ہوا اس کے حکمران کا تعلق عمِ رسول ﷺ[2] حضرتِ عباس کی نسل سے ہے۔ جو مصر سے سندھ اور پھر اوچ شریف[3] کی حدود میں داخل ہوئے۔ عباسی نوابین علم پرور، عالم دوست، اور سخی حکمران تھے ان کی ریاست میں نہ صرف مدارس اور دینی تعلیم کا بندوبست کیا گیا بلکہ علماء مشائخ اور دانش وروں کی قدر دانی بھی کی جاتی تھی۔ ان کی ریاست میں مذہبی رواداری اور علم پروری کی وجہ سے اہل علم اور صاحب دل لوگوں کو آنے کا موقع دیا ان اہلِ علم لوگوں میں جمال دین والی[4] کے مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ بھی ہیں۔ جو نہ صرف صاحبِ علم و تصوف تھے بلکہ اہلِ دانش کے قدردان بھی تھے۔ ان کے بارے میں مسعود شہاب دہلوی لکھتے ہیں۔

> ''مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ گیلانی کے بزرگ مخدوم شمس الدین ابنِ سید عبد القادر ثالث کی اولاد میں سے ہیں، مخدوم شمس الدین کی اولاد کی شاخ اوچ شریف میں رہی اور یکے بعد دیگرے وہاں کی سجادگی پر متمکن رہی اور دوسری کے سرخیل سید محمد زماں کلاں تھے۔ جس نے اوچ کو خیر آباد کہہ کر دوسرے مقامات کا رخ کیا۔ سید محمد زمان کلاں کے پوتے سید محمد زماں ثانی کی اولاد ضلع رحیم یار خان کے مشہور قصبے جمال الدین والی میں اقامت پذیر ہوئی۔ سید محمد زماں ثانی کے پڑ پوتے اور مخدوم الملک سید میراں شاہ کے دادا سید شرف الدین ان کے صاحب زادے سید جیون شاہ رابع اور سید شرف الدین (والد مخدوم الملک) کے مزارات جمال الدین والی میں ہیں۔''[5]

مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ نہ صرف سید عبد القادر ثالث کی اولاد میں سے ہیں بلکہ سیاست میں بھی ایک مقام رکھتے ہیں۔ قیام پاکستان سے پہلے ریاست بہاول پور کی سیاست میں متحرک اور فعال تھے۔ ریاست کے وزیر مہاجرین[6] تھے۔ قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آبادکاری میں انہوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔ مسلم لیگ کے ریاست بہاول پور میں 1949ء میں صدر منتخب ہوئے۔[7]

مخدوم الملک غلام شاہ میراں کا گھرانہ سیاسی ،علمی اور مذہبی رہا ہے۔[۸] مخدوم الملک غلام شاہ میراں کا اقبال سے خاص تعلق خاطر تعلق تھا۔اس سلسلے میں شہاب دہلوی لکھتے ہیں:

مخدوم الملک صاحب علم پرور،شریف اور،صاحبِ خیر لوگوں میں سے ہیں،علماء فضلاء کے قدر دان تھے۔جب تک علامہ اقبال زندہ رہے ان سے عقیدت کا رشتہ قائم رہا۔علامہ مرحوم کو بھی ان سے یک گونہ تعلق خاطر تھا اور وہ انہیں منعتمنات روز گار میں سے کہتے تھے۔قومی خدمت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔[۹]

مخدوم الملک کی شخصیت ایک درویش کی شخصیت تھی۔ وہ ایک ایسے شخص تھے جو ظاہری اور باطنی حسن کے دلدادہ اور ایک درویش اور مفکر بھی تھے۔جن کی ذات جلال وجمال کا مجموعہ تھی اور دردمند بھی ، یہ وہ خوبیاں ہیں جو آدمی کو دین اور دنیا میں سرخروئی تک لے جاتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ مخدوم الملک غلام شاہ میراں علم پرور صاحب خیر لوگوں میں سے بن کر ابھرے تھے۔علماء اور دانش وروں کی عزت کرتے تھے۔ رفاعی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔اور سیاسی سرگرمیوں میں باوقار انداز اپناتے تھے۔اقبال سے مخدوم الملک متاثر تھے اقبال کی فکر اور ان کا تدبر انہیں پسند تھا۔یہی وجہ ہے کہ اقبال سے ملاقات کا سلسلہ قائم ہوا۔انہوں نے یقیناً اقبال کو خطوط بھی لکھے ہوں گے کیونکہ اقبال کے بیسیوں خطوط ان کے نام ملتے ہیں جن میں ان کے اور اقبال کے تعلقات پر روشنی پڑتی ہے اقبال ایک خط میں لکھتے ہیں۔

’’میں آپ کے وجود کو غنیمت تصور کرتا ہوں مجھ کو یقین ہے کہ آپ کا اخلاص اور وہ محبت جو آپ کو حضور سالتِ مآب ﷺ سے ہے آپ کے خاندان پر بڑی برکات کے نزول کا باعث ہوگی۔‘‘[۱۰]

اقبال مخدوم صاحب کی شخصیت کو قابلِ توجہ سمجھتے تھے ان کی پارسائی اور پاکیزگی کو خلقِ خدا کے لیے غنیمت تصور کرتے تھے۔وہ مخدوم صاحب کی باطنی اور روحانی قوت سے بھی آگاہ تھے۔یہی باطنی اورر وحانی قوت تھی جو اقبال کو ان کے قریب لے آئی۔اقبال مخدوم صاحب کو عاشق رسول ﷺ تصور کرتے تھے۔چونکہ اقبال خود بھی عاشق رسول ﷺ تھے۔اور یہی قدر مشترک دونوں کے درمیان تعلق کی بنیاد تھی۔اقبال مخدوم صاحب کی باطنی قوت کے قائل تھے،مثلاً ایک دفعہ مخدوم الملک کشمیر جانا چاہتے تھے اور ان کی خواہش تھی کے اقبال بھی اس سفر میں ان کے ساتھ ہوں،حیرت کی بات یہ ہے کہ انہی دنوں اقبال کا بھی کشمیر جانے کا ارادہ تھا۔اقبال اپنے خط میں لکھتے ہیں:

’’آپ کا خط آپ کی صفائی باطن کی دلیل ہے کیونکہ میں بھی 16 جولائی 1937ء کے بعد ہی کشمیر جانے کا عزم کر رہا ہوں اگر میں کشمیر جا سکا تو آپ کی معیت باعثِ برکت ہوگی۔‘‘[۱۱]

اقبال کے اس مختصر خط سے واضح ہوتا ہے کہ اقبال ان سے متاثر تھے اور یہی وجہ تھی کہ کشمیر جانے کے لیے مخدوم صاحب کے ساتھ جانا اپنے لیے باعث برکت سمجھ رہے تھے۔

اقبال اپنے ایک اور خط میں کشمیر کے سلسلے میں مخدوم صاحب کو لکھتے ہیں:

’’معلوم نہیں ہوا کہ آپ کشمیر جا سکے یا نہیں افسوس کے میں اب تک نہیں جا سکا،سر عبد الصمد خاں ہوم منسٹر کشمیر کے خط کا انتظار ہے لاہور میں خوب گرمی ہے بارش کم ہوئی ہے۔‘‘[۱۲]

اس خط سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال کو مخدوم صاحب کے ساتھ کشمیر جانے کا اشتیاق تھا اس لیے خط میں کشمیر کے حوالے سے استفسار کر رہے ہیں غالباً اقبال نے یہ خط مخدوم صاحب کو اس لیے لکھا ہوگا کہ اگر غلام میراں شاہ ابھی تک کشمیر نہیں گئے تو ہوم منسٹر کے خط آنے پر ایک ساتھ جایا جا سکتا ہے مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ نہ صرف کشمیر کے لیے اقبال کو اپنا ہمسفر بنانا چاہتے تھے بلکہ مخدوم صاحب جہاں بھی تشریف لے جاتے خصوصاً مقدس مقامات پر اقبال کو اپنا رفیق سفر بنانے کی آرزو کرتے تھے اقبال اپنے خط میں لکھتے ہیں۔

''حج بیت اللہ کی آرزو تو گزشتہ دو تین سال سے میرے دل میں بھی ہے خدا تعالیٰ ہر پہلو سے استطاعت عطا فرمائے تو یہ آرزو پوری ہو اور اگر آپ رفیق راہ ہوں تو مزید برکت کا باعث ہو'' [۱۳]

اقبال کے اس خط سے اقبال کی خودداری اور مخدوم صاحب سے تعلق کی گہرائی نمایاں ہوتی ہے یقیناً مخدوم الملک نے اقبال کو حج کے لیے ساتھ جانے پر اصرار کیا ہوگا جس پر اقبال نے مخدوم الملک کو لکھا کہ حج بیت اللہ کی آرزو تو ان کے دل میں موجود ہے تاہم اس کے لیے استطاعت نہیں ہے اقبال نے اس خط میں مخدوم الملک کے ساتھ سفر کرنے کو باعث برکت بھی کہا ہے۔اقبال نے اپنے ایک اور خط میں مخدوم الملک کو جمال دین والی میں نہ آنے کے سلسلے میں لکھا ہے۔

''آپ کا نوازش نامہ بڑے انتظار کے بعد ملا یہ تو میں اندازہ کر سکتا تھا کہ آپ کشمیر نہیں جا سکے میں انشاء اللہ ایک دفعہ ضرور آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا مگر فی الحال سفر کرنے سے ڈرتا ہوں موجودہ حالات میں سفر کروں تو بچوں کو کس کے پاس چھوڑ جاؤں۔'' [۱۴]

اس خط سے بھی اقبال کے مخدوم صاحب سے تعلقات کا پتا چلتا ہے کہ اقبال بڑی بے چینی سے مخدوم صاحب کے خط کا انتظار کرتے تھے، جمال دین والی آنے کی خواہش بھی کرتے تھے وہ مخدوم الملک سے دل کی گہرائیوں سے محبت کرتے تھے۔ایک خط میں لکھتے ہیں۔

''الحمد اللہ کہ آپ خیریت سے ہیں اور حج کی تیاریوں میں مصروف،کاش کہ میں بھی آپ کے ساتھ چل سکتا لیکن افسوس کہ جدائی کے ایام ابھی کچھ باقی معلوم ہوتے ہیں میں تو اس قابل نہیں کہ حضورﷺ کے روضہ مبارک پر یاد بھی کیا جا سکوں۔امید ہے کہ آپ اس دربار میں پہنچ کر فراموش نہ فرمائیں گے۔'' [۱۵]

اقبال کے اس خط سے اقبال کے عشقِ رسولﷺ اور روضہ رسولﷺ پر حاضری کی خواہش واضح ہوتی ہے اقبال عشقِ رسولﷺ میں تڑپتے تھے یہی وجہ ہے کہ اقبال مخدوم الملک سے التجا کر رہے ہیں کہ آپ روضہ رسولﷺ پہنچ کر میرے لیے دعا کریں تا کہ میں بھی روضہ رسولﷺ پر حاضر ہو سکوں۔

اقبال کے عاشقِ رسولﷺ ہونے کا جہاں اس خط میں ثبوت ملتا ہے وہاں مخدوم الملک سے تعلق کی گہرائی کا بھی پتا چلتا ہے۔اقبال نے اپنے ایک اور خط میں مخدوم صاحب کو یوں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔

''عراق کی طرف سے جو راستہ جاتا ہے اچھا نہیں اور وہاں کی سرکاری اطلاع بھی یہی ہے کہ بیمار آدمی اس راستے سے سفر نہ کریں اطمینان قلب ذکر اللہ سے پیدا ہوتا ہے اور ذکرِ اللہ آپ کے آباؤ اجداد کی میراث ہے میں آپ کے

چہرے میں آثارِ سعادت دیکھتا ہوں۔''[۱۶]

اس خط میں اقبال نے مخدوم صاحب سے محبت اور عقیدت کے اسباب کو واضح طور پر لکھ دیا ہے اقبال مخدوم الملک کے نسبتی امتیاز کو اہمیت دیتے تھے اور ان کی شخصیت بھی ان کے لیے باعث کشش تھی اقبال نے واضح لکھا ہے کہ اطمینان قلب ذکر اللہ سے پیدا ہوتا ہے اور ذکر اللہ آپ کے اجداد کی میراث ہے۔ اقبال اپنے اور خط میں مخدوم الملک کو حج سے واپس آنے پر مبارک باد دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''میں آپ کی بخیریت واپسی پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتاہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا حج قبول فرمائے۔''[۱۷]

اقبال کے مخدوم صاحب سے گہرے روابط تھے یہی وجہ ہے کی جونہی مخدوم صاحب حج سے واپس آئے تو اقبال نے فوراً انہیں مبارک باد کا خط لکھاجس میں دینی اور روحانی تعلق کا ذکر بھی نمایاں ہے۔اس سلسلے میں اقبال کا ایک اور خط بھی اہم ہے۔

''خدا کا شکر ہے کہ سفر میں صاحبزادہ [۱۸] ابھی آپ کے شریک حال تھا اس عمر میں سعادت حج نصیب ہونا اس کی خوش نصیبی کی دلیل ہے خدا تعالیٰ آپ کو اس امر کی توفیق دے کہ آپ اپنی قوت، ہمت،اثر ورسوخ اور دولت عظمت کو حقائق اسلام کی نشر و اشاعت میں صرف کریں۔''[۱۹]

اقبال کے ان تمام خطوط سے اقبال کے مخدوم الملک سے دلی جذبات کی حقیقت کا پتا چلتا ہے تاہم مخدوم بھی علامہ اقبال سے دلی تعلق رکھتے تھے بلکہ اقبال کو قطبِ پنجاب کہا کرتے تھے سر عبدالقادر علامہ اقبال کے ان دوستوں میں سے ہیں کہ جن کی اقبال سے متعلق کہی ہوئی بات سند کا درجہ رکھتی ہے کیونکہ سر عبدالقادر ایک تو اقبال کے بہت قریب تھے دوسرے وہ خود عالم، ادیب، ادب شناس اور اقبال شناس تھے۔ سر عبدالقادر نے اقبال کے متعلق جو مضامین ،مقالات،مقدمات اور مکاتیب لکھے ہیں وہ'' نذرِ اقبال'' کے عنوان سے کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں ۔اس کتاب میں شامل ایک مضمون میں سر عبد القادر''شاعرِ مشرق سے میری آخری ملاقات'' میں لکھتے ہیں۔

''مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اس وقت وہ (اقبال) لیٹے ہوئے نہ تھے بلکہ اٹھ کر کرسی پر بیٹھے تھے اور دو اور دوست بھی موجود تھے جو کھانے میں شرکت کے لیے مدعو تھے ایک تو چودھری محمد حسین ایم اے جو اس زمانے میں معتمد رفیق تھے اور ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے اور صاحبزادی کی نگرانی کے فرائض ادا کرتے رہے ہیں اور جنہوں نے ان کی تصانیف کی اشاعت سے بھی مسلسل اور مستقل دلچسپی رکھی ہے دوسرے صاحب ریاست بہاول پور کے ایک خاندان سادات کے رکن اور بڑے زمیندار رئیس تھے جن کا نام مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ صاحب ہے، ان سے میری ملاقات پہلے معمولی تھی مگر اس دن یہ دیکھ کر کہ اقبال انہیں بہت پسند کرتے تھے اور وہ اقبال کے دلی مداح تھے میری ان کی ملا قات بڑھ گئی جو بعد از اں میرے دورانِ قیام بہاول پور میں اور بھی زیادہ ہوگئی تھوڑی دیر میں کھانا آیا جس میں اقبال صاحب خود بھی شریک ہوئے اور کم از کم اس وقت ایسی اچھی حالت میں تھے کہ کھانا بھی انہوں نے رغبت سے کھایا اور گفتگو بھی دورانِ طعام بہت دلچسپ ہوتی رہی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یا تو ان کی طبیعت

دفعتاً تندرست ہوگئی ہے یا انھوں نے میری خاطر اس دن کمزوری اور بیماری کا لباس اتار پھینکا اور پورے صحت مند ہوکر بیٹھ گئے ہیں طرح طرح کی باتیں ہوئیں مخدوم صاحب چونکہ پیرزادے تھے اور اقبال مرحوم سے بہت عقیدت رکھتے تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ شیخ صاحب کچھ بتا سکتے ہیں کہ اس زمانے کا قطب پنجاب میں کون ہے؟ میں نے کہا مخدوم صاحب یہ تو محکمہ آپ کی معلومات کا ہے آپ ہی بتائیں انہوں نے کہا میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اقبال صاحب ہی قطب پنجاب ہیں میں نے کہا کے آپ چونکہ اس راہ سے واقف ہیں میں آپ کی بات مان لوں گا ورنہ میں اس راہ سے بے خبر ہوں۔'' [۲۰]

سرعبدالقادر کے ان الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ اقبال جو محبت اور دلی جذبات مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ کے لیے رکھتے تھے مخدوم الملک بھی اقبال سے متعلق اس سے بھی زیادہ گہرے جذبات رکھتے تھے اقبال اگر مخدوم صاحب کے ساتھ سفر کرنے کو باعث برکت سمجھتے ہیں اور مخدوم صاحب کے گھر تشریف لانے کو سعادت سمجھتے ہیں تو مخدوم الملک بھی اقبال کو ''قطب پنجاب'' سمجھتے ہیں۔

اقبال کے خطوط اور سرعبدالقادر کی شاعرِ مشرق سے آخری ملاقات کے احوال سے واضح ہو جاتا ہے کہ اقبال اور مخدوم الملک غلام میراں شاہ کا تعلق روحانی ، فکری اور جذباتی تھا مخدوم الملک ایک انٹرویو میں علامہ اقبال کے متعلق کہتے ہیں۔

''علامہ مرحوم میں نہ تو اپنی علمی عظمت کا غرہ تھا اور نہ دنیا طلبی کی ہوس بلکہ اولیاء اللہ جیسی قناعت تھی۔ میں جب بھی حاضر ہوتا وہ میری دعوت ضرور کرتے اور ان دعوتوں میں اکثر اوقات سرعبدالقادر ،مولانا شوکت علی، محمد حسین اور خواجہ عبدالرحمٰن شامل ہوتے۔'' [۲۱]

حواشی وحوالہ جات

۱۔ محمد عزیز الرحمٰن عزیز، صبح صادق، اردو اکیڈمی، بہاول پور، ص59

۲۔ قمر الزماں، صاحبزادہ، عباسی، بہاول پور کا صادق دوست، نمک منڈی لاہور، ص79

۳۔ صبح صادق، ص50

۴۔ مسعود حسن شہاب دہلوی، اولیائے بہاول پور، اردو اکیڈمی 1984ء, ص89

۵۔ اولیائے بہاول پور, ص89

۶۔ مسعود حسن شہاب دہلوی، مشاہیر بہاول پور، مکتبہ الہام، 1981ء، ص83

۷۔ مشاہیر بہاول پور، ص85

۸۔ مشاہیر بہاول پور, ص87

۹۔ مشاہیر بہاول پور, ص84

۱۰۔ شیخ عطا اللہ ایم اے (مرتب)، اقبال نامہ (جلد اول)، شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور، 1945ء، ص222

۱۱۔ شیخ عطا اللہ ایم اے (مرتب)، اقبال نامہ (جلد اول) ص223

۱۲۔ شیخ عطا اللہ ایم اے (مرتب)،اقبال نامہ(جلد اول)،ص224

۱۳۔ شیخ عطا اللہ ایم اے (مرتب)،اقبال نامہ(جلد اول)،،ص225

۱۴۔ شیخ عطا اللہ ایم اے (مرتب)،اقبال نامہ(جلد اول)،ص227

۱۵۔ شیخ عطا اللہ ایم اے (مرتب)،اقبال نامہ(جلد اول)،ص228

۱۶۔ شیخ عطا اللہ ایم اے (مرتب)،اقبال نامہ(جلد اول)،ص230

۱۷۔ شیخ عطا اللہ ایم اے (مرتب)،اقبال نامہ(جلد اول)،ص234

۱۸۔ (مخدوم زادہ حسن محمود کی طرف اشارہ ہے جو ریاست بہاول پور کے وزیر تعلیم ،وزیر مہاجرین رہے مخدوم الملک غلام میراں شاہ کے بڑے صاحب زادے تھے۔)

مسعود حسن شہاب دہلوی،مشاہیر بہاول پور،مکتبہ الہام،1981ء،ص188

۱۹۔ شیخ عطا اللہ ایم اے (مرتب)،اقبال نامہ(جلد اول)،شیخ محمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور،1945ء،ص230,231

۲۰۔ محمد حنیف شاہد (مرتب)،نذرِ اقبال،بزمِ اقبال 2 کلب روڈ لاہور 1972ء،ص92,93

۲۱۔ مخدوم الملک میراں شاہ۔اقبال کے ایک عقیدت مند از محمد انور علوی مطبوعہ ماہنامہ سیارہ لاہور،1978ء،ص48,49